خیابان خزاں ۲۰۲۳ء

نفسیاتی لسانیات: ایک مطالعہ

جلوہ آفرین، پی ایچ ڈی سکالر، ہزارا یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر مطاہر شاہ، اسسٹنٹ پروفیسر اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر مسرت خان، پرنسپل گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج قلندر آباد، ایبٹ آباد

Abstract:

The articles explain the Psycholinguistics with detailed introduction of its key concepts, main branches, and its relation to human perception. Concepts like expression, perception, cognition are explained in context of linguistics. Besides, related issues like speech disorders and language learning are also explained with reference to Psycholinguistics.

Keywords: Philologic: Linguistic Expression; Speech Disorder; Perception ;Language Learning

نفسیاتی لسانیات (Psycholinguistics)

نفسیاتی لسانیات یا زبان کی نفسیات سے مراد لسانیاتی حقائق اور نفسیاتی پہلوؤں کے درمیان تعلق کا مطالعہ ہے۔ زبان کے عمل کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں۔ ایک نفسیاتی اور دوسرا میکانکی۔ نفسیاتی لسانیات میں نفسیاتی پہلوؤں پر تفصیل سے غور کیا جاتا ہے۔

زبان کا استعمال عمومی طور پر ذہن اور دماغ سے ہوتا ہے۔ اور یہی ذہنی اور دماغی حالتیں انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ بہترین طریقے سے الفاظ بنانے، ان کا استعمال کرنے اور وقت اور موقع کی مناسبت سے اپنے ذخیرہ الفاظ کو وسعت دے۔ ویکی پیڈیا کے مطابق:

> Psycho linguistic or psychology of language is the study of interrelation between linguistic factors and physiological aspects.(1)

جبکہ گیان چند جین نفسیاتی لسانیات کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"یہ نفسیات اور لسانیات کا درمیانی علم ہے۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ نفسیاتی
لسانیات میں نفسیاتی پہلوؤں پر تفصیل سے غور کیا جاتا ہے"۔(۲)

نفسیاتی لسانیات کا بنیادی تعلق زبان کی "نشوونما" اور نقص گویائی سے ہے۔یعنی زبان کی آموزش Language learning اور Speech disorder اس کے اہم موضوعات ہیں۔

ان موضوعات کے علاوہ نفسیاتی لسانیات قوت فہم یعنی Perception کا بھی نفسیاتی جائزہ پیش کرتی ہے۔خیال کی ترسیل میں قوتِ فہم کو بلاشبہ بہت اہمیت حاصل ہے کیوں کہ جب تک گفتگو میں ادراک کا عمل نہیں ہوگا تو ترسیل کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا جس:

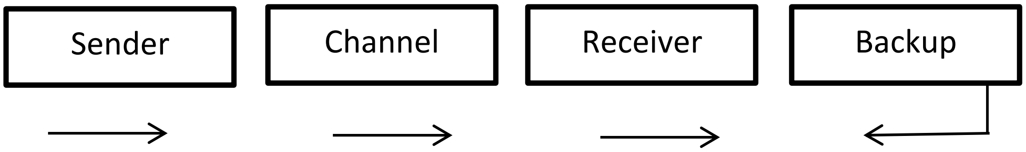

گویا قوت فہم ہی کی بدولت ہم دیے گئے پیغام کا ردِ عمل دیتے ہیں۔نفسیاتی لسانیات میں ہم زبان کی آموزش (Language learning) نقص تقریر (Speech disorder) اور قوتِ فہم یعنی Perception کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اس تمہید کے پیش نظر نفسیاتی لسانیات بنیادی طور پر انسان کے لسانی رویوں کو سمجھنے اور اس کی وضاحت کرتی ہے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں زبان کی نفسیات کا آغاز ہوا۔۱۹۳۶ء میں Jacob Konton نے پہلی دفعہ نفسیاتی لسانیات (Psycho linguistics) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ماہر نفسیات جیکب نے اپنی کتاب An objective psychology of grammer میں اس لفظ کا استعمال کیا تھا۔تاہم اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں جیکب کے شاگرد نیکولس پرانکو Nicholas Pranko نے ایک آرٹیکل نفسیاتی لسانیات کے عنوان سے لکھا جس میں اس نے اپنے استاد کے تمام نظریات کا احاطہ کیا تھا اور اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں Thomas A. Sebcok نے اس نظریے کا استعمال کیا۔

گویا جس چیز کا ذکر ہم جدید اصطلاح میں نفسیاتی لسانیات کے نام سے کرتے ہیں وہ زمانہ قدیم سے استعمال ہو رہا ہے۔ اس لیے نفسیاتی لسانیات کی جو تعریف ہم لسانی رویوں کو سمجھنے کی ذیل میں کرتے ہیں اس کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم یہ جان جائیں کہ نفسیاتی لسانیت میں لسانی رویے کی اصطلاح ان تمام لسانی اظہار "Linguistic Expression" کے لیے استعمال کی گئی ہے جو انسان اپنی گفتگو کے دوران کرتا ہے۔ اس لسانی اصطلاح ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔

ماہرین لسانیات کسی بھی زبان کی توسیع، استعمال اور فہم وادراک کے عمل میں اس زبان کی صوت، علم الاصوات، تشکیلات اور فنیمیات کے ہر مرحلے پر غور وفکر کرتے ہیں بالکل اسی طرح نفسیاتی لسانیات میں شیر خوار بچوں سے لے کر پختگی کی عمر تک بچوں کی زبان کو سیکھنے اور استعمال کرنے کے عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یعنی اس میں عمومی طور پر ان بنیادوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

1.	Language	Acquisition	آموزشِ زبان
2.	Language	Conschension	زبان کا فہم وادراک
3.	Language	Production	زبان کی نشوونما
4.	Second Language	Acquisition	دوسری زبان کا حصول

ہم سب کا یہ مشاہدہ ضرور ہوا ہے کہ شیر خوار بچہ زبان کا استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی اظہارِ خیال پر قابو رکھتا ہے۔ اس لیے وہ رونے سے دوسروں کی توجہ حاصل کرتا ہے۔ گویا شیر خوار بچے کا "رونا" ترسیل خیال کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے بچے کی زبانی صلاحیت کی نشوونما کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ایک گراف دیا جارہا ہے جو اس وضاحت میں آسانی دے گا۔

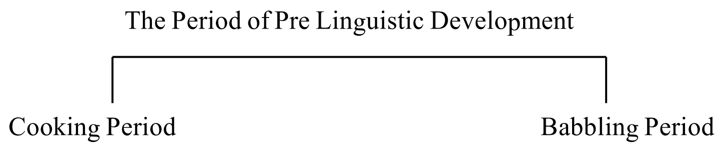

بچے کے لسانی نشوونما کو مندرجہ بالا دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ما قبل بیان دور کی ابتداء بچے کی پیدائش کے دن سے ہی ہو جاتی ہے اور یہ عرصہ ایک سال تک رہتی ہے کیونکہ اس دور میں بچہ قوتِ لسانی کا استعمال نہیں کر سکتا یعنی وہ لفظوں کی ادائیگی نہیں کر سکتا۔

Cooking Sound کی صلاحیت بچے میں تین مہینے کی عمر تک پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ "کی" "یا" "کو" جیسی آواز نکالنے لگتا ہے اور پھر تین سے چھ مہینے کی عمر تک بچہ تکراری آواز نکالنے لگتا ہے۔ یعنی وہ ہاہاہاہا۔۔۔۔ دادادا وغیرہ آوازیں نکالنے لگا ہے اور پھر ۹ سے ۱۲ مہینے کی عمر تک وہ ان الفاظ میں لسانی نقل کی شروعات کرتا ہے۔ یہ وہ دور ہوتا ہے جب گھر کے افراد بچوں کے ساتھ ایک مخصوص انداز میں گفتگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نفسیاتی لسانیت میں اس مخصوص انداز کو Motheresc کہتے ہیں۔

بچوں کی لسانی نشوونما میں اہم دور Bobbing Sound کا ہے۔ جس میں بچہ آوازوں کی تکرار سے اپنے اعضائے تکلم پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے صحیح استعمال کا انداز سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے آوازوں کی تکراور کا یہ عمل بچے کے لیے آوازوں کی ادائیگی سیکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے کیونکہ گھر کے افراد کی آوازوں کی نقل سے وہ آہستہ آہستہ اپنی مادری زبان کی ادائیگی کرنا سیکھ جاتا ہے۔

اس دور سے گزرنے کے بعد لسانی دور کی ابتدائی ہوتی ہے۔ یعنی تقریباً ایک سال کی عمر سے شروع ہو کر لسانی پختگی تک جاری رہتی ہے۔ بچوں کی لسانی نشوونما میں لسانی دور کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

The Period of Linguistic Development

One Word Stage
یک لفظی منزل

To Words stage

Telegraphic Speech
تارکی منزل (تیسری منزل)

دو لفظی منزل

بچے عموماً ایک سال سے ڈیڑھ سال کی عمر تک الفاظ کو سمجھنے لگتے ہیں مگر وہ بولتے صرف ایک لفظ ہیں۔ اس لیے ماہرین لسانیات کے لسانی نشو ونما کی اس منزل کو یک لفظی منزل کہا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس دور میں بچے سو لفظوں کے معنی سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ سارے الفاظ وہ بول نہیں سکتے۔ اس لیے اس دور میں ان کا ایک لفظ ایک جملے کی اہمیت رکھتا ہے۔ مثلاً دودھ، پانی، پپو، چلو وغیرہ۔

اسی طرح ایک لفظی منزل میں بچہ اس ایک لفظ کے دائرہ استعمال کو وسیع کرتا ہے جیسے "مم" کا لفظ یا کھانے کے ہر چیز کے لیے وہ "کھاؤ" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح بچوں کے ذخیرہ الفاظ میں ان کا معنوی دائرہ کار کافی وسیع ہو جاتا ہے۔

دو لفظی منزل میں بچہ ڈیڑھ سال کی عمر میں داخل ہوتا ہے اور اس میں بچہ دو الفاظ کے استعمال سے اپنے خیال کا اظہار کرتا ہے۔ بچے کا ذخیرہ الفاظ ایک سے دو کا سفر طے کر لیتا ہے۔ جیسے:

"" مما پانی"، "مما روٹی"، "بابا چلو"، "بہن اچھی"

بچہ جو لفظ پہلے استعمال کرتا ہے ماہرین نفسیات لسانیات کے نزدیک وہ خاص لفظ ہوتا ہے اس لیے وہ انہیں private class اور دوسرے کو Open Class Word کا نام دیتے ہیں۔

> "چومسکی اور بعض دوسرے ماہرین نے بچوں کی زبان کے اس قواعد کا مطالعہ Universal Grammar کی روشنی میں کیا ہے جس کا بنیادی تصور یہ ہے کہ زبان کی ساخت بنیادی طور رپ ایک جیسے ہوتی ہے اور بچوں میں زبان سیکھنے کی صلاحیت اسے یہ آسانی زبان کی قواعد سے آشنا کرتی ہے"۔(۳)

تیسری منزل کو برقی زبان کا نام دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ Telegram میں یا تار میں لفظوں کی تعداد کو کم رکھنے کے لیے غیر ضروری الفاظ سے گریز کیا جاتا ہے تا کہ کہ مفہوم کو زیادہ واضح اور کم سے کم الفاظ میں ادا کیا جا سکے۔

لسانی نشوونما کی تیزی میں بچے کی زبان تار کی زبان سے ملتی جلتی ہے کیونکہ اس میں وہ ایسے جملے استعمال کرتا ہے جس میں غیر ضروری الفاظ کم سے کم ہو اور بچہ کم سے کم الفاظ میں اپنے اظہارِ خیال کی ترسیل کا عمل پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بچوں کی لسانی نشوونما کے یہ تینوں ادوار ماقبل بیان دور سے بالکل مختلف ہوتے ہیں کیونکہ اس لسانی دور میں بچہ لفظوں کی ادائیگی سیکھ جاتا ہے اور اپنی زندگی کے دس، بارہ سال تک پہنچتے پہنچتے اس میں لسانی پختگی آجاتی ہے اور وہ اپنے خیالات کا اظہار معیاری زبان میں کرنے لگتا ہے۔ تاہم لسانی نشوونما کے حوالے سے ایک خیال یہ بھی ہے کہ تحریر انگیز ماحول میں بچہ زبان جلدی سیکھ جاتا ہے جبکہ "تناؤ" بھرے گھر میں بچے کی زبان کی نشوونما سست ہوتی ہے۔ جبکہ حوصلہ افزا اور پر شفقت ماحول میں بچے کی معیاری زبان سیکھنے کے عمل کو تیز کرتا ہے۔

یہ تمام تفصیلات اس سچائی کی واضح دلیل ہیں کہ انسان سیکھنے کے عمل میں جسمانی نشوونما کے ساتھ بڑی حد تک نفسیاتی عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیکھنے کا عمل ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی فعل وعمل کی ابتدا ہوتی ہے۔ یعنی کسی مخصوص صورتِ حال کا سامنا ہونے پر جو ردِ عمل پیدا ہوتا ہے وہ بھی سیکھنے کے عمل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ تبدیلی فرد میں پیدا ہونے والی عارضی کیفیات کے باعث نہ ہو۔

اس تعریف کی مزید وضاحت یوں ہو سکتی ہے کہ سیکھنے کے عمل کی وجہ سے انسان میں کسی قسم کی بھی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ پسندیدہ بھی اور ناپسندیدہ بھی۔ مگر اس تبدیلی کی بنیاد پر بچے کی حوصلہ افزائی کی خواہش پوری ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی۔ مگر اگر اس کو ستائش کی تمنا ہے تو وہ صحیح الفاظ کا استعمال کرے گا جس سے اس کے غلط الفاظ کے استعمال میں کمی واقع ہو گی اور دوسری بات یہ بچہ اپنے مشاہدے سے بھی بہت کچھ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے اور نئی نئی باتیں سیکھتا ہے۔

انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی سیکھنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ علم بھی خاصا پرانا ہے۔ ماہرین نفسیات نے شروع سے لے کر آج تک انسان کے سیکھنے کے عمل پر مختلف تجربات کیے ہیں اور انہیں مختلف نظریات کی صورت

میں پیش کیا ہے۔ جن میں زیادہ تر تجربے جانوروں پر کیے گئے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک انسانوں کے دیکھنے کے عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان تمام نظریات کو دو خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

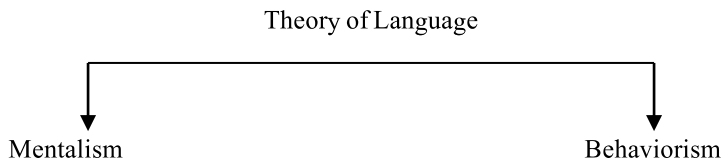

Behaviorism:

اس نظریہ فکر میں برتاؤ یا ردِ عمل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ہر تحریک (Stimuli) کسی ردِ عمل (Response) کا سبب بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ ماہرین اس نظریے کو Stimulus Response نظریہ بھی کہتے ہیں۔ اس کو ہم مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جب ہم کسی بچے کو کوئی کھلونا پیش کرتے ہیں تو وہ اس کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ کھلونا Stimulus ہے اور ہاتھ کا بڑھانا Response ہے۔

Behaviorism کے اس نظریے کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

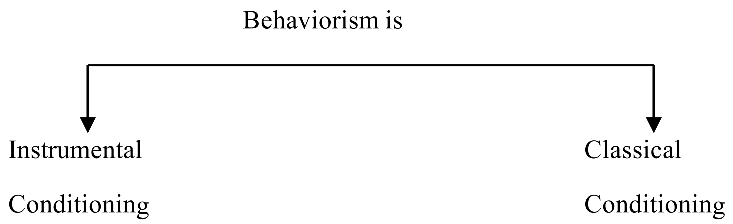

کلاسیکل کنڈیشنگ کا تجربہ پاؤلونے کتے پر کیا تھا اور اس نے یہ ثابت کیا تھا کہ کتا کھانے کو دیکھ کر رال ٹپکاتا تھا۔ مگر جب اس نے ایک گھنٹی بجا کر کتے کو کھانا دینے کا تجربہ کیا تو کتا گھنٹی کی آواز سن کر ہی رال ٹپکانا شروع کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ پہلے وہ کسی بھی گھنٹی پر رال ٹپکاتا تھا مگر کچھ عرصہ عمل جاری رکھنے کی صورت میں ردِ عمل میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے اور کتا صحیح گھنٹی اور دوسری گھنٹیوں میں فرق کرنا سیکھ لیتا ہے۔

مشہور ماہر پاؤلو (Povlov) کے اس نظریہ کی وضاحت یوں ہے:

"اس نظریے کے تحت کسی فرد یا کسی جانور کے سامنے دو (Stimuli) پیش کیے جاتے ہیں ان دونوں Stimuli کے درمیان وقفہ بہت کم ہوتا ہے۔ اس Stimuli کے زیر اثر جاندار میں کوئی نہ کوئی Response ہوتا ہے۔ پیش کے جانے والے Stimulus میں سے ایک Stimulus کی تسکین کے لیے موزوں ثابت ہوتا ہے اس پورے عمل میں پہلے Stimulus کو دوسرے Stimulus کے ساتھ بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے دوسرا Stimulus بھی وہی ردِ عمل پیش کرنے لگتا ہے جو پہلا Stimulus پیش کرتا تھا"۔(۴)

مختصراً یہ کہ اس پورے عمل میں ردِ عمل کی صورت میں تسکین کا ملنا بہت ضروری ہے۔ لیکن اگر تسکین نہ ملے تو ردِ عمل، احساس ناکامی اور Frustration میں تبدیل ہوگا جو کہ ایک مضر چیز ہے اور سیکھنے کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہے اور جہاں تک Instrumental Condition کے نظریے کا تعلق اس میں کسی بھی Stimulus کی موجودگی میں مطلوبہ Response کے امکانات بڑھ جاتے ہیں َ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ Classical Conditioning کے مقابلے میں Instrumental Conditioning زیادہ بہترین ہے کیونکہ صحیح Response پر انعام کا اثر سیکھنے کے عمل کو تیز کرتا ہے۔

Instrumental Conditioning میں بنیادی طور پر چار چیزیں بہت اہم ہیں:

۱. سیکھنے والے میں تحریک کی موجودگی جو ردِ عمل کو حرکت میں لا سکے۔
۲. ایک واضح Stimulus جو بار بار متعلقہ فرد کے سامنے پیش کیا جا سکے اور جس سے مطلوبہ ردِ عمل پیدا ہو سکے۔
۳. فرد میں ردِ عمل پیش کرنے کی صلاحیت کی موجودگی۔
۴. منفی مثبت صلہ جو مطلوبہ ردِ عمل کی صورت میں سیکھنے والے کو تقویت کی صورت میں دی جاتی ہے۔

بنیادی طور پر ان دونوں طریقہ تدریس کے بچے کے سیکھنے کے عمل میں خاطر خواہ نتائج ہیں۔ کلاسیکل کنڈیشننگ میں اگر ردِ عمل کی صورت میں تسکین نہ ملے تو سیکھنے کا عمل ضرور متاثر ہو گا۔ کیونکہ اگر کسی بچے کی ضرورت کی تکمیل نہ ہو یا اسے شفقت سے محروم کیا جائے تو اس میں Anxiety پیدا ہو گی۔ جس کی وجہ بچہ سیکھنے کے بجے والدین کی آواز سے بھی گھبرانے لگے گا۔ یہ کیفیت سیکھنے کے عمل کو مکمل فوت کر دے گی۔ بچے کے سیکھنے کے عمل میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ اس کے لیے خوشگوار حالات پیدا کیے جائیں تا کہ اس کی کردار کے غیر تشویش ناک عناصر کو تقویت ملے اور یہ عمل اور ردِ عمل Instrumental Conditioning میں عمومی طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نظریہ آموزش میں عمل کا صلہ چاہے منفی ہو یا مثبت بچے کی شخصیت میں تبدیلی لانے اور نکھارنے کا باعث بنتی ہے کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ سماجی طور طریقے سیکھنا بچے کے لیے انتہائی ضروری ہیں اور گھر کے ماحول میں صاف ستھرا رہنا، کھانے کے وقت کا انتظار کرنا، روز مرہ کے حوالے سے فیصلے کرنا اور جارحیت پر روک لگانا یہ سب تجربے کے ذریعے حاصل ہونے والے کردار ہیں جو Instrumental Conditioning کے ذریعے سے سکھائے جاسکتے ہیں اور خاطر خواہ نتائج حاصل ہوسکتے ہیں کیونکہ ردِ عمل کے صلے میں منفی رویہ ناقص عادتوں سے گریز سکھائے گا اور مثبت انعام اچھی عادتوں کے فروغ کا سبب بنے گا۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو اس Instrumental Conditioning کی کچھ کمیاں ایسی ہیں جو بچے کی سماجی وجذباتی نشو ونما کو مسخ کر سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر منفی صلے کا استعمال بعض اوقات جذباتی بند شیں پیدا کر تا ہے کیونکہ منفی یا مثبت صلے میں اگر منی صلہ مثلاً سزا بہت سخت وہ تو بچہ ان تمام تر تجربات سے گریز کرنے لگے گا جو اس کے Primary Reward اور Secondary Reward کے ساتھ منسلک ہے اور اس میں احساس نامرادی اور ناکامی پیدا ہو گی۔ اس لیے نوم چومسکی اس نظریہ آموزش کے سخت خلاف ہیں۔

> "نوم چومسکی Behaviorism کے نظریے کا سخت مخالف ہے۔ چومسکی اور اس کے دوستوں کا ماننا ہے کہ زبان سیکھنے کی صلاحیت انسان میں خداداد ہوتی ہے اور وہ زبان صرف اسی وجہ سے سیکھتا ہے کہ اس میں زبان سیکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ چومسکی کہتا ہے کہ اگر زبان سیکھنے کے عمل میں S-R

کی اتنی اہمیت ہے تو ہم کسی جانور یا بندر یا کو زبان کیوں نہیں سکھاتے کیونکہ ایس اممکن نہیں ہے۔ تمام کوششوں کے باوجود بھی ہم کسی جانور کو بولنا نہیں سکھا سکتے یہ خداداد صلاحیت صرف انسانوں میں ہے اور جس کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات ہیں"۔(۵)

اپنے خیال کی مزید تقویت کے لیے چومسکی نے (LAD) کا نظریہ پیش کیا جس میں اس نے اس خیال کی وضاحت کی ہے کہ انسان خداداد صلاحیت کی بناپر زبان سیکھتا ہے اور اسی صلاحیت کو اس نے (Language Acquisition Device) کا نام دیا ہے اور اس کے مطابق LAD وہ صلاحیت ہے جو بچوں کی لسانی قوت میں اضافہ کرتی ہے۔ یعنی بچہ جس جملوں کو سنتا ہے ان جملوں سے کہیں زیادہ جملے وہ استعمال کرتا ہے اس لیے کیونکہ اس کے ذہن میں قواعد اصول ہیں جو اسے نت نئے جملے بولنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً:

Input – LAD = Output

یعنی بچے کا Output بچے کے لسانی Input سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ وہ دس جملے سننے کے بعد بیس جملے یا اس سے بھی زائد استعمال کر سکتا ہے۔ L.A.D کو مدِ نظر رکھ کر چومسکی نے تخلیقی قواعد یا Transformational Generative Grammar کا خاکہ پیش کیا۔ جس کے تحت انسان کی لسانی قوت کا میں اضافہ ہوا ہے اور روز نت نئے جملے تخلیق کرنے لگتا ہے۔

چومسکی کی طرح پیاجے، اور وگوتسکی Vygotsky جسے ماہرین نفسیاتی نے بھی حصول زبان سے متعلق اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں اور ان کے مطابق زبان ایک ذہنی تعمیر (Mental Construct) ہے۔ ان تمام ماہرین کے نظریات کا نچوڑ یہ ہے کہ: جس طرح پیاسا پانی کے لیے اور بھوکا کھانے کے لیے بے چین رہتا ہے بالکل اسی طرح بولنا بھی انسان کی فطری ضروری ہے۔ وہ زبگان کے حصول اور استعمال کے لیے بے چین رہتا ہے یعنی Cognitive کے زمرے میں عدم توازن پیدا ہونے کی وجہ سے حصول زبان کا عمل چلتا ہے۔

اس عمل میں ذاتی تحریک (Instrumental Motivation) ہوتی ہے جس کی وجہ سے بچہ زبان سیکھنے کے عمل میں مصروف رہتا ہے۔ بچے اپنی ضرورت کے مطابق زبان قبول کرتے ہیں۔ قبول کرنے کا یہ عمل غیر شعوری ہوتا ہے۔ زبان دراصل ایک مکمل نظام ہے اس لیے اس کو اسی نظام کے تحت سیکھا جاتا ہے جس میں Repetition کا عمل لازمی اور ضروری نہیں ہے۔ زبان سیکھنے کے عمل میں بچہ مشاہدے سے زیادہ کام لیتا ہے۔

گویا Behaviorism اور Mentalism کے ان دونوں بنیادی نظریات کے طویل بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ Mentalism کا نظریہ Behaviorism کی نسبت زیادہ مثبت اور قابل عمل ہے کیونکہ انسان سماجی جانور ہے۔ بولنا یا زبان کا استعمال کرنا اس کی ضرورت ہے۔ اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وہ اظہارِ خیال کرے گا، اور اظہارِ خیال کا بہترین ذریعہ زبان ہی ہے۔ اور در حقیقت زبان انسان اپنے سماج سے مشاہدے ہی کی بنیاد پر سیکھتا ہے۔ اس لیے اسے کبھی بھی اپنی زبان کے قواعد نہیں سیکھنے پڑتے۔ عہدِ جدید میں نفسیاتی لسانی میں اس کا رجحان ہے۔ اور ان کا سارا تحقیقات کام مغز اور اعصاب کے طبعی پہلو پر ہے۔

نفسیاتی لسانیات کا دوسرا اہم موضوع نقص تقریر ہے۔ مثلاً فتور گوئی (Aphasion) نقص قوتِ تحریر (Dysgraphia) یا نقصِ تقریر (Dyslogia)۔ نفسیات لسانیات کے اس مطالعے کا مقصد بنیادی طور پر (LinguiageDisorder) کے ان تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا ہے۔ جن کو طبی بیماریوں سے وابستہ کیا جاسکے اور یا جو بولنے کی صلاحیت اور ذہنی اختلال میں جو شامل ہوئے ہیں تاکہ ان تمام کے درمیان ایک وسیع تر تعلق قائم کیا جاسکے۔ اس لیے نقص تقریر کی اصطلاح ہر قسم کے لسانی اختلال کے لیے استعمال ہوتی ہے خواہ اس کی وجہ عضویاتی ہو یا نفسیاتی۔ کیونکہ ۱۸۶۱ء میں بروکا نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اگر دماغ کے بائیں حصے میں چوٹ لگ جائے تو گویائی میں فتور پیدا ہوتا ہے اور مزید یہ کہ دماغ کے مختلف حصوں کے بگڑنے سے مختلف قسم کے فطورِ گویائی کی قسمیں واقع ہوتی ہیں جس میں آوازوں کا سننا لیکن الفاظ کو نہ پہنچاننا، لکھے ہوئے الفاظ کی شناخت نہ کر سکنا، آوازیں ادا کرنا مگر الفاظ نہ بولان، الفاظ بولنا مگر نہ لکھ پانا وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ ان تمام بیماریوں کا تعلق ذہن سے ہے اور مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتی ہیں یعنی فتور گویائی رقبہ تکلم پر ضرر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح نقصِ قوتِ تحریر (Dysgraphia) دماغی حصے کے ہو جانے سے جبکہ نقص نطق

(Dyslalia) سمعی قوت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے نہ بولنے اور سمعی فتور شناخت (Auditory Agnosia) میں مبتلا شخص آوازوں کی شناخت کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

مختصراً یہ کہ نفسیاتی لسانیات نقص تقریر کے تحت دماغ اور اعصاب کی ان طبعی پہلوؤں پر غور و فکر کرتی ہے جس سے نقص تقریر میں کمیاں واضح ہوتی ہیں۔ چونکہ بنیادی طور پر نفسیاتی لسانیات کا تعلق ذہن اور زبان کے درمیان تعلق سے ہے اس لیے وہ ان طبعی حالتوں اور لسانی کمیوں کے درمیان تعلق بنانے اور ڈھونڈنے پر تحقیق کر رہی ہے اور اس کی بنیاد Mentalism کا وہ نظریہ ہے کہ انسان کے اندر زبان سیکھنے کی صلاحیت خداداد ہے۔ لیکن درحقیقت اس خداداد صلاحیت سے مراد ہر گز یہ نہیں ہو سکتی کہ انسان مغز کے اندر نحویات اور صرفیات پیدا کرنے والے حصے اور مرکز موجود ہو۔ اس حوالے سے ڈاکٹر گیان چند جین یوں رقم طراز ہیں:

> "سچ یہ ہے کہ مغز میں ایسے مرکز اور علاقے دریافت نہیں کیے جا سکتے جو لفظ، صرف یا نحو کے مولد ہیں۔ اس کے باوجود نفسیاتی لسانیات اس مسئلہ پر تحقیق کر رہی ہے کہ مگر انسانی میں زبان کو سیکھنے کی صلاحیت طبعی اور پیدائشی ہوتی ہے یا بعد میں اکتساب سے اُجاگر کی جاتی ہے"۔(۶)

مجموعی طور پر لسانیات کا نفسیات سے خاص ربط موجود ہے۔ جس کا تعلق زبان کے سیکھنے کے عمل سے ہے۔ اسی تعلق کو نفسیاتی لسانیات 'Psycho Linguistics' کا نام دیا گیا ہے۔ نفسیاتی لسانیات دراصل دماغ اور زبان کے درمیان رابطے کا علم ہے، نفسیاتی لسانیات میں زبان کے عمل کے نفسیاتی پہلوؤں پر بہت تفصیل سے غور کیا جاتا ہے۔ اس کے بنیادی طور پر دو اہم موضوعات ہیں۔ پہلا زبان کی آموزش Language Learning اور دوسرا نقص گویائی۔

پہلے موضوع یعنی زبان کی آموزش کے تحت شیر خوار بچے سے پختگی کی عمر تک لسانی نشو و نما کے تمام مراحل کا احاطہ Mentalism کے نظریے کے تحت کیا جاتا ہے اور نقص تقریر میں ان تمام بیماریوں اور کمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد پر مغز اور زبان کے درمیان طبعی تعلق واضح کیا جا سکے۔ اس لیے اس میں عمومی طور پر نوزائیدہ بچے کے شور یا رونے سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس کا دماغ صحت مند ہے یا نہیں۔ اس لیے نفسیاتی لسانیات ناقص گویائی اور معمولی گویائی

والے تمام اشخاص کے مطالعے کے لیے بہت مفید ہے۔ کیونکہ انسان کو زبان یا اظہارِ بیان پر اگر قدرت حاصل نہ ہو تو اس کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی بولی کی تحقیر کی جائے یا اس کو فروغ کا موقع نہ دیا جائے تو اس کا جو نفسیاتی ردِ عمل ہو گا وہ پورے معاشرے کے لیے لسانیاتی مسائل کا باعث بنے گا۔

حوالہ جات

١. گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۶۱۴

٢. گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۶۱۶

٣. امیر اللہ شاہین، ڈاکٹر، جدید اردو لسانیات، ورلڈ ویو پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۲۱ء ص ۲۱۷

٤. امیر اللہ شاہین، ڈاکٹر، جدید اردو لسانیات، ورلڈ ویو پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۲۱، ص ۹۱۹

٥. گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۶۱۷

٦. عبد الغفور ساہی، اردو میں لسانیات کے مباحث، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۹ء

٧. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، لغات تحقیق و تنقید، سٹی بک پوائنٹ، لاہور، ۲۰۲۰ء

٨. علم الدین، غازی، پروفیسر، لسانی مطالعے، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۱۵ء

٩. محمد قاسم بگھیو، ڈاکٹر، لسانیات تا سماجی لسانیات، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۹ء